سوال

(97) رضاعت کے بارے حضرت علیؓ کا مسلک

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

ایک مولوی صاحب نے ایک آدمی کا نکاح اس کی ربیبہ کے ساتھ کردیا ہے ان کہنا ہے کہ صرف وہ ربیبہ حرام ہے جوبروقت نکاح دودھ پی رہی ہو باقی سب ربیبہ جائز ہے جیسے کہ حضرت علی نے ایک آدمی کا نکاح کیا تھا ملاحظہ ہوحاشیہ جامع البیان آیت وربائبکم اللاتی کیا یہ نکاح جائز ہے ؟ نیز مندرجہ ذیل امور کی وضاحت ضرورت ہے :

(1)ترمذی شریف کی حدیث عمرو بن شعیب عن ابیہ جدہ کا "باب فیمن یتزوج المراۃ ثم یطلقھا قبل ان ید خل بہ" کیا درجہ ؟ مولانا عبدالرحمن صاحب مرحوم نے تحفۃ الاحوذی (2184) میں اس کو مطابق آیت لکھا ہے ۔

(2)حضرت علی کا مسلک کیا حکم رکھتا ہے ؟

(3)جس وقت آپ ﷺ نے ام سلمہ سے نکاح کیا تھا اس وقت بنت ام سلمہ کی عمر کیا تھی ؟

(4)کیا حضرت علی کو کسی نے روکا تھا ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

اپنی ربیبہ سے نکاح ناجائز ہے جس کی ماں سے نکاح کرکے صحبت کرچکا ہو خواہ وہ ربیبہ اس کی حجر (پرورش وتربیت) میں ہو یا نہ ہو۔ اورخواہ بروقت نکاح دودھ پی رہی ہو یا نہ ہو۔ یہی مذہب ہے تمام صحابہ وتابعین وسلف کا بجز حضرت عمر علی وداود ظاہری وابن حزم کے۔ قال ابن المنذر: قد اجمع علماء الامصار علی خلاف ہذا القول (ای قول داود وابن حزم) (المغنی 512/9) وقال ابن العربی فی احکام القرآن 287/1 وہی محرمۃ بالاجماع کانت فی حجر الرجل اولی فی حجر حاضنتہا غیر اُمہا انتہی۔

اوریہ قول کہ صرف وہ ربیبہ حرام ہے جوبروقت نکاح دودھ پی رہی ہو سب ربیبہ جائز ہیں غلط اورباطل ہے ۔ ظاہریہ میں سے بھی کوئی اس کا قائل نہیں ہے اورنہ ہی یہ حضرت عمرو علی کا مذہب ہے ۔ پہلے ربیبہ اورحجر میں ہونے کا معنی پڑھئے ربائبکم واحدتہا ربیبۃ فعلیہ بمعنی مفعولۃ من قولک ربہا یربہا اذا تولی امرہا (احکام القرآن لابن العربی 387/1) وقال الحافظ: مشتقۃ من الرب وہو الاصلاح لانہ یقوم بامرہا وقیل من التربیۃ وہو غلط من جہۃ الاشتقاق (فتح 144/9)

وسمی ولد المرأۃ من غیرزوجہا ربیبا وربیبۃ لانہ یربہما کمایرب ولدہ فی غالب الامر ثم اتسع فیہ فسمیا بذلک وان یربہما (کشاف 359/9) وقال ابن حزم فی المحلی 531/9 : وبعد النکاح

تکون ربیبة

ان تصریحات سے معلوم ہواکہ ربیبہ بیوی کی بیٹی کوکہتے ہیں جوپہلے شوہر سے ہو خواہ یہ زوج ثانی اس کی کفالت کررہا ہویانہ ۔ لیکن چوں کہ بالعموم اوراکثر سوتیلا باپ اس کا کفیل ہوتاہے اس لئے اس پر ربیبہ کا اطلاق کردیا گیاہے ۔ غرض یہ کہ اس کے حقیقی معنی کا لحاظ اعتبار نہیں ہے : والحجور جمع حجر بفتح الحاء وکسرها مقدم الثوب، والمرادلازم الکون فی الحجور وهو الکون فی تربیتهم، والمرادأنهن فی حضانة أمهاتهن تحت حماية أزواجهن کما هوالغالب، وقیل المرادبالحجورالبیوت أي فی بیوتکم، (فتح البیان ½) وقال ابن حزم فی المحلی 527/9 : وَكَوْنُهَا فِي حِجْرِهِ يَنْقَسِمُ قِسْمَيْنِ - : أَحَدُهُمَا : سُكْنَاهَا مَعَهُ فِي مَنْزِلِهِ، وَكَوْنُهُ كَافِلًا لَهَا

وَالثَّانِي :

نَظَرُهُ إلَى أُمُورِهَا نَحْوَالْوِلَايَةِ لَا بِمَعْنَى الْوَكَالَةِ، فَكُلُّ وَاحِدٍ مِنْ هَذَيْنِ الْوَجْهَيْنِ يَقَعُ بِهِ عَلَيْهَا كَوْنُهَا فِي حِجْرِهِ انتهى

معلوم ہواکہ ظاہریہ کے نزدیک وہ ربیبہ حرام ہوگی جو شوہر کی کفالت وپرورش میں ہو خواہ اس کے گھر میں ہویانہ ہوں اورخواہ بروقت نکاح دودھ پی رہی ہویانہ ۔ ظاہریہ آیت قرآنی سے یوں استدلال کرتے ہیں : حرم الله الربیبة بشرطین أحدهما أ، تکون فی حجر الزوج الثانی الدخول بالام فاذافقد أحد الشرطین لم یوجد التحریم کذاذکره ابوحیان فی البحر المحیط 211/1 والحافظ فی الفتح 144/9 وابن حزم الظاهری فی المحلی 527/9 جمہورکہتے ہیں کہ : حجر کی قید علی سبیل الشرطیہ نہیں ہے بلکہ بربناء غالب ہے کمافی المغنی والفتح والمحلی وارشادالفحول وغیر ذلک من کتب التفسیر وشروح الحدیث والفقه واصوله پس اس کا مفہوم مخالف معتبر نہیں ہوگا ۔

جمہور ظاہریہ کے استدلال کو اس طرح رد کرتے ہیں : هذا القید خرج مخرج الغالب والعادة لا کالقید الاتی من قوله : اللاتی دخلتم بهن فانه بهن فإنه یرادبه التقلید ولهذا اکتفی فی موضع الاحلال بنفی الدخول ولوکان القید الاول کالقید الثانی شرط کا مقتضی السیاق أن یقول : فان لم تکونوا دخلتم بهن ولم تکن فی حجورکم ولم یعترض للحجر علم أ، الشرط لیس الاالدخول فائدة الوصف بهذا التقیید العادی هی تقویة علة الحکم الابیان علة الحکم نظیر ذلک قوله تعالی : اضعافا مضاعفة کماأنها النکتة فی إیرادهن باسم الربائب دون بنات النساء صرح فی قوله فان : لم تکونوا دخلتم بها أشعربه ماقبله لدفع توهم أن قید الدخول کقید الکون فی الحجور (هدایة روح المعانی وشرح البخاری للقسطلانی) جمہور کی یہ توجیہ اورجواب صحیح اوراٹل ہے جس کورد نہیں کیاجاسکتا پس جمہور ہی کا مذہب صحیح ہے ۔

(1) ترمذی کی یہ حدیث جمہورکی مؤید ہے ۔ لفظ ابنتہ کے اطلاق کی وجہ سے لیکن وہ بالاتفاق ضعیف ہے لضعف ابن لهیعه والمثنی بن الصباح حضرت شیخ نے تحفہ الاحوذی میں حدیث کی مذکورہ کی آیت کے موافق اس حیثیت سے لکھاہے کہ دونوں میں ربیبہ کی حرمت کےلئے بیوی کا مدخولہ ہونا شرط بتایا گیاہے اورخوشدامن کی حرمت کےلئے بیوی کا مدخولہ ہونا شرط نہیں قراردیاگیا بلکہ حدیث میں عدم شرطیت دخول کی تصریح کردی گئی ہے ۔

(2) حضرت عمرو علی کا مسلک حجت نہیں جبکہ قرآن سے اس کی تائید نہیں ہوتی بلکہ غورکیاجائے تواس کی تردید ہوتی ہے جیساکہ گذرچکا اورجبکہ حدیث عمر بن شعیب عن ابیہ عن جدہ اس کے خلاف ہے اورسارے صحابہ وتابعین وسلف ان کے خلاف ہیں محلی میں جابر عبداللہ عمران بن حصین کا قول جمہور صراحۃ موجود ہے ۔

(3) حضرت ام سلمہ سے نکاح کرنے کے وقت بن ام سلمہ کی عمرکیا تھی ؟ یہ معلوم نہ ہوسکا ہاں وہ آپ ﷺ ہی کی پرورش اورکفالت میں رہیں جیساکہ بخاری وغیرہ میں ہے :

ولولم تکن ربیبتی ماحلت لی البتہ زینب بن ام سلمہ بروقت نکاح شیر خوار تھیں ۔ آپ ﷺ نے نوفل اشجعی کے حوالہ کردیا تھا ۔ (فتح 159/9)

(4) حضرت علی کوروکے جانے کی ضرورت نہیں تھی ۔ کہ وہ مجتہد تھے مفسر قرآن تھے اوران کو کون روکتا جبکہ حضرت عمر بھی ان کے وافق تھے (محلی 520/9) ۔

صحابہ غیر منصوص وغیر مصرح مسائل میں اختلاف کے وقت ایک دوسرے کے خلاف آج کل مولویوں کی روش نہیں اختیا کرتے تھے بالخصوص جبکہ اختلاف کرنے ولامطاع ہوتا تھا ۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ شیخ الحدیث مبارکپوری

جلد نمبر 2۔کتاب النکاح

صفحہ نمبر 218

محدث فتویٰ